حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے خلاف الزامات

(عائد کردہ شہنشاہ جہانگیر)

جناب ابصار عالم (سندھ یونیورسٹی جام پورہ)

(۲)

جہانگیر اپنے عاید کردہ الزام و اتہام کے لیے بطور ثبوت حضرت مجدد کے ایک خط کی عبارت پر یوں اعتراض اٹھاتا ہے کہ:

"مقاماتِ سلوک طے کرتے ہوئے وہ (یعنی حضرت مجدد) مقام ذی النورین میں پہنچا جو نہایت عالی شان اور پاکیزہ تھا۔ وہاں سے گذر کر مقامِ فاروقؓ اور مقامِ فاروقؓ سے گذر کر مقام صدیقؓ میں پہنچا۔ پھر وہاں سے گذر کر مقام محبوبیت میں پہنچا جو نہایت منور اور دلکش تھا۔ اس مقام میں اس پر مختلف روشنیوں اور رنگوں کے پرتو پڑتے رہے۔ گویا استغفراللہ بزعم خویش وہ خلفا کے مرتبے سے بھی بڑھ گیا اور ان سے عالی تر مقام پر فائز ہوا۔ اس نے اس طرح کی اور بھی بہت سی گستاخانہ باتیں (خلفاء کے شان میں) لکھی ہیں۔ جن کو تحریر کرنا طوالت اور خلفاء کی شان میں بے ادبی کا باعث ہوگا۔"

یہ اقتباس مذکورہ الزام کا ثبوت تو درکنار خود ایک الزام و اتہام کی نوعیت رکھتا ہے اور یہ الزام کہ شیخ احمد سرہندی نے خلفاء کی شان میں گستاخانہ باتیں لکھی ہیں اور اپنے آپ کو خلفاء سے افضل بتایا ہے اور ان سے عالی مقام پر فائز ہوا، یہ مزید ایک الزام ہوا۔

قبل اس کے اس الزام پر کلام کیا جائے یہ مناسب ہوگا کہ "اس عبارت" کے سلسلے میں چند نہایت اہم اور قابلِ غور پہلو پیش نظر رکھے جائیں۔

جہانگیر نے اپنی "تزک" میں جس "عبارت" کا اقتباس پیش کیا ہے۔ یہ شیخ احمد سرہندی کے مکتوب یازدہم (۱۱) کی عبارت ہے۔ یہ خط شیخ احمد سرہندی نے اپنے پیر و مرشد خواجہ باقی باللہ کو تحریر کیا تھا اور خواجہ باقی باللہؒ سے شیخ احمد سرہندی ۱۵۹۹ء میں بیعت ہو گئے تھے اور خواجہ صاحب کا انتقال ۱۶۰۳ء میں بمطابق ۱۰۱۲ھ میں ہوا، یعنی آپ کے مرید ہونے کے بعد چار سال تک خواجہ صاحب بقید حیات رہے۔ اس اثنا میں تین بار شیخ احمد سرہندیؒ خواجہ صاحب کی پاس بہ نفس نفیس رشد و ہدایت و تربیت کے سلسلے میں دہلی میں مقیم رہے اور جب سرہند میں رہتے تھے تو خط کے ذریعہ ہدایت و رہنمائی حاصل کرتے۔ اس طرح چار سال کے عرصہ میں شیخ احمد سرہندیؒ نے خواجہ صاحب کو کل بیس ۲۰ خطوط لکھے ہیں جو سب کے سب ایک ہی ترتیب میں جلد اول میں نمبر ۱ تا ۲۰ محفوظ ہیں۔ ان میں جس خط کی عبارت کو "تزک جہانگیری" میں جہانگیر نے نقل کیا ہے وہ ترتیب میں گیارھویں خط کی عبارت ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ آپ نے یہ خط ۱۵۹۹ء اور ۱۶۰۳ء کے درمیان لکھا ہے اور چار سال کے اثناء میں آپؒ نے کل ۲۰ خطوط خواجہ باقی باللہؒ کو لکھے ہیں، یعنی اوسطاً سال میں پانچ خط۔ اس لیے یہ گیارھواں خط ۱۶۰۱ء کے آخر میں یا ۱۶۰۲ء کے ابتدا میں تحریر کیا ہوگا۔ اگر ایسا نہ ہو تو بھی یہ خط بہر حال جہانگیر کی تخت نشینی سے تین یا چار سال پہلے لکھا گیا ہے کیونکہ جہانگیر ۱۶۰۵ء میں تخت نشین ہوتا ہے اس لیے اگر واقعی اس خط کی عبارت قابل گرفت تھی تو اس زمانہ میں تحریر کی گئی تھی جب جہانگیر حکمران نہیں ہوا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس خط سے عوام میں فی الواقعہ کوئی سورش پھیلی ہوئی تھی جیسا کہ جہانگیر نے لکھا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو جہانگیر کے پیش رو والی حکومت کے لیے بہترین موقع تھا کہ وہ اس کا نوٹس لیتا۔ یہ اکبر کا دور تھا اور اس معاملہ میں جہانگیر کو کوئی اختیار نہیں تھا۔ البتہ جہانگیر اس کو قابلِ اعتراض و گرفت سمجھتا تھا۔ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جہانگیر نے تخت نشینی کے فوراً بعد اس کا نوٹس کیوں نہ لیا۔ جب کہ بقول جہانگیر کے اس خط کے مندرجات سے لوگوں میں ہیجان، بے چینی اور شورش پھیلی ہوئی تھی لیکن اس وقت ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ تخت نشینی کے ۱۴ سال بعد تک جہانگیر خاموش رہا۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جہانگیر کے نزدیک ۱۴ سال تک یہ خط نہ قابلِ مواخذہ تھا اور نہ اس پر کبھی توجہ گئی۔

جہانگیر اپنے سن جلوس ۱۴ یعنی ۱۶۱۹ء میں اور متذکرہ خط لکھنے کے ۱۸ یا ۱۹ سال کے بعد شیخ احمد سرہندی

(حضرت مجدد الف ثانیؒ) کو دربار میں طلب کرتا ہے تو اس طویل خاموشی اور تاخیر سے متعدد سوالات ذہن میں اُبھرتے ہیں کہ اگر واقعی یہ عبارت خطرناک، گمراہ کن اور خلفاء کے شان میں گستاخی پر محمول تھی اور اس سے عوام میں ہیجان اور شورش پھیلی ہوئی تھی تو اتنے طویل عرصے تک جہانگیر کی خاموشی سمجھ میں نہیں آتی؟ پھر یکایک جہانگیر کا ۱۸ یا ۱۹ سال کی پرانی تحریر پر حضرت شیخ احمد سرہندی کو دربار میں طلب کرنا اور قلعہ گوالیار میں قید کرنا کسی اور گمان کو تقویت پہنچاتا ہے۔

جہانگیر کے اقتباس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ:

شیخ احمد سرہندی (حضرت مجدد الف ثانیؒ) نے یہ تحریر حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو اس وقت لکھی تھی جب وہ بقیدِ حیات تھے اور آپ زیر تربیت تھے۔ آپ پر جو کیفیت یا احوال گزرے تھے اس سے اپنے پیر و مرشد کو باخبر کرتے تھے تاکہ ان مسائل میں آپ کو صحیح رہنمائی و ہدایت مل سکے۔ یہ تھا اصل عبارت کا پس منظر۔ جب یہ خط لکھا گیا تھا تو اُس وقت اِس عبارت کو اس قسم کے غلط معنی نہیں پہنائے گئے۔ بعد میں جب خط کی عبارت پر اعتراضات کیے گئے اور شکوک و شبہات کو ہوا دی گئی اور مخالفین و معاندین نے عوام میں غلط فہمی پیدا کرنے کے لیے رقیبانہ اور معاندانہ رویہ اختیار کیا تو عوام اور خواص کی غلط فہمی کو دُور کرنے اور حقیقتِ حال سے روشناس کرنے کے لیے شیخ احمد سرہندیؒ اپنے ایک خط میں تحریر کرتے ہیں کہ" یہ بات اور دوسری باتیں جو اس عرضداشت میں واقع ہوتی ہیں ان واقعات میں سے ہیں جو اپنے پیر و مرشد کی طرف لکھے گئے ہیں اور اس گروہ میں یہ بات ثابت و مقرر ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے خواہ صحیح ہو یا غلط، بے تحاشا اپنے پیر و مرشد کی طرف ظاہر کرتے رہیں"[1]۔ شیخ احمد سرہندی کی یہ تحریر نہایت وضاحت سے اصل صورتِ حال کو پیش کر رہی ہے جہانگیر نے جس عبارت کا تذکرہ کیا ہے، وہ کسی دعویٰ یا فخر و مباہات کے طور پر نہیں لکھا گیا بلکہ اس اثنا میں جب کہ آپ کے پیر و مرشد بقیدِ حیات تھے اور آپ سرہند میں مقیم تھے اور برابر اُن کی رہنمائی وہدایت طلب کر رہے تھے، آپ نے متذکرہ خط اپنی اس کیفیت اور حال سے مطلع کرنے کے لیے لکھا تھا تاکہ ہر حال میں آپ کو صحیح رہنمائی

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد اوّل مکتوب نمبر ۱۹۲ ص ۳۱۷ و مکتوب نمبر ۲۰۲ جلد اوّل میں مزید اس کی تشریح و وضاحت کرتے ہیں۔

حاصل ہو سکے۔

جہانگیر کا یہ الزام کہ اپنے آپ کو خلفاء سے افضل سمجھتا ہے اور ان کی شان میں بہت سی گستاخانہ باتیں لکھی ہیں۔ یہ بھی محض الزام ہے اس دعویٰ کے ثبوت میں جہانگیر نے نہ تو کوئی واقعہ پیش کیا ہے اور نہ ہی کوئی تحریر پیش کی ہے۔ البتہ شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنے مکتوب نمبر ۱۹۲ - ۲۰۲ - ۲۵۱ - ۲۶۶ جلد اوّل اور مکتوب نمبر ۱۵ - ۳۶ - ۶۷ - ۹۶ جلد دوم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے صحابہ کرام کی فضیلت و عظمت کے بارے میں نہایت ہی واشگاف اور غیر مبہم الفاظ میں قرآن اور سنتِ رسول اللہ علیہ وسلم اور احادیث کی روشنی میں تحریر کیا ہے۔ نیز خلفائے راشدین کی اتباع کو لازمی قرار دیا ہے۔ اپنے مکتوب نمبر ۲۰۲ جلد اوّل میں تحریر کرتے ہیں کہ " وہ شخص جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کہے اہل سنت و الجماعت کے گروہ سے نکل جاتا ہے" اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس شخص کا کیا حال ہو گا جو اپنے آپ کو افضل جانے۔ اس گروہ میں تو یہ امر طے شدہ ہے کہ اگر کوئی سالک اپنے آپ کو خارش زدہ کتے سے بہتر جانے تو وہ ان کمالات سے محروم ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ، تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ ایسا شخص بڑا ہی احمق ہے جو اجماع کے خلاف کرے[1]۔

اس طرح آپ نے اپنے مکتوبات میں نہایت ہی شرح و بسط سے واشگاف الفاظ میں بلا کسی ابہام کے خلفاء راشدین سے متعلق اپنے عقیدہ و مسلک کو پیش کیا ہے۔ کسی قسم کی غلط فہمی اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اس واضح اعلان کے بعد بھی یہ کہنا اور سمجھنا کہ آپؒ اپنے آپ کو خلفائے راشدین سے افضل سمجھتے اور کہتے ہیں جہالت، دیدہ دلیری، ضد اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔

جہانگیر نے یہ الزام بھی لگایا ہے کہ میں نے جتنے سوالات بھی کیے اُن میں سے کسی ایک کا بھی (شیخ احمد سرہندیؒ) جواب نہیں دے سکا، وہ بے عقل و کم فہم ہونے کے علاوہ مغرور اور خود پسند

[1] مکتوب ۲۰۲ جلد اوّل ص

بھی نکلا"۔

جہانگیر نے نہ تو اپنے سوالات تحریر کیے ہیں اور نہ ہی شیخ احمد سرہندیؒ کے جوابات لکھے ہیں۔ اس لیے ایک غیر جانبدارانہ طالب علم کی حیثیت سے اس کے متعلق محض یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ محض جہانگیر کا ایک دعویٰ ہے جو بہتان کی تعریف میں آتا ہے۔ سوالات اور جوابات کی غیر موجودگی میں اس کی حقیقت اور اصلیت کو پرکھا نہیں جا سکتا۔ البتہ "بے عقل و کم فہم" "مغرور اور خود پسند" قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ دل کا بخار نکالا جا رہا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ شیخ احمد سرہندیؒ نے مروّجہ درباری آداب کے مطابق دربار میں جہانگیر کے سامنے سجدہ نہیں کیا۔ کیونکہ شیخ احمد سرہندیؒ اپنے مکتوب نمبر ۹۲ جلد دوم میں حق تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز قرار نہیں دیتے۔ اس لیے جب آپ نے مروجہ درباری آداب کے مطابق سجدہ نہیں کیا ہوگا تو اس سے جہانگیر کی انانیت کو زبردست ٹھیس لگی ہوگی۔ اس نے کبھی تصور و گمان بھی نہ کیا ہوگا کہ کوئی اللہ کا بندہ ایسا نڈر اور بے خوف بھی ہو سکتا ہے جو مروّجہ سجدۂ تعظیمی ادا کرنے سے انکار کر دے۔ لیکن آپ کا یہ فعل سراسر شریعت کے اتباع پر مبنی تھا۔ اس میں نہ کسی کی مخالفت تھی اور نہ مخاصمت۔ نہ کسی کی توہین نہ کسی کی دل آزاری۔ یہ تو محض شریعت کی پاسداری و عظمت کے تصور کے تحت بہت ہی مومنانہ اور جرأت مندانہ عمل تھا۔ جہانگیر کو آپ کا یہ فعل بہت ہی ناگوار خاطر گزرا ہوگا۔ اسی ناراضگی کی بنا پر آپ کو "بے عقل، کم فہم، مغرور اور خود پسند" ہونے کا طعنہ دیا ہوگا۔

آخر میں جہانگیر یہ تحریر کرتا ہے کہ اس کے (شیخ احمد سرہندی) مزاج کے شوریدگی اور اس کے دماغ کی آشفتگی کا ازالہ کرنے اور عوام میں جو شورش پھیلی ہوئی ہے اس کی روک تھام کے لیے میں نے شیخ سرہندی کو انی رائے سنگھ دلن کے حوالے کیا کہ اسے قلعہ گوالیار میں قید رکھے۔

جہانگیر نے انی رائے سنگھ دلن کو قلعہ گوالیار میں قید کرنے کے لیے کیوں دیا تھا؟ انی رائے سنگھ دلن ایک راجپوت اور ہندو امیر مملکت تھا جو جہانگیر کا بہت ہی معتمد علیہ اور منظور نظر تھا۔ جہانگیر نے اپنے عہد کے تمام معتوبین یا اپنے مخالفوں کو اسی کے حوالے کیا تھا۔ مثلاً (۱) مرزا رستم جو پانچ ہزاری ذات و سوار کا منصب رکھتا تھا اور ٹھٹہ کا صوبیدار تھا۔ اور (۲) خسرو جو

جہانگیر کے مقابلے میں تخت کا دعویدار تھا، جس نے بغاوت بھی کی تھی اور ناکام ہو کر گرفتار ہوا اور (۳) مرزا حکیم کے پوتے (جو اکبر کا بھائی تھا اور اس کے خلاف بغاوت بھی کی تھی)۔ ہرمز اور ہوسنگ اور (۴) کشتواڑ کا راجہ کنور سنگھ جس نے جہانگیر کے خلاف بغاوت کی تھی، ان سب کو جہانگیر نے انی سنگھ دلن ہی کے سپرد کیا تھا۔ چنانچہ شیخ احمد سرہندی کو بھی اس کے سپرد کیا اور صرف ایک ماہ قبل جہانگیر نے سن جلوس ۱۴ ماہ فروردین شہر ہی کو اس کو دوہزاری ذات وہزار وششصد[۱۲۰۰] سوار کے منصب پر فائز کیا تھا[1]۔ انی سنگھ دلن پر اپنے خصوصی اعتماد کی وجہ سے جہانگیر نے شیخ احمد سرہندی کو اس کے سپرد کیا۔ اس کے ہندو راجپوت ہونے کی وجہ سے جہانگیر کو یہ یقین تھا کہ انی سنگھ دلن کو شیخ احمد سرہندی کی ترویج شریعت کی تحریک سے ہمدردی نہیں ہو سکتی، اس لیے اس کی نگرانی میں شیخ احمد پر گرفت سخت رہے گی اور انہیں کوئی سہولت و رعایت نہیں مل سکے گی۔

خلاصہ یہ کہ جہانگیر نے اپنی خودنوشت سوانح حیات تزک میں سال جلوس ۱۴ ماہ خورداد ۲۲ کو شیخ احمد سرہندیؒ پر جو الزامات واتہام لگائے ہیں وہ ناقدانہ تجزیہ کی رو سے بالکل بے بنیاد ثابت ہوتے ہیں۔ البتہ اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ شیخ احمدؒ کے مخالفین اور حاسدین نے جہانگیر کو اس قدر ورغلایا اور برہم کر دیا اور اس قدر بے سروپا باتیں اس کے کان میں ڈالیں کہ آپ کے لیے جہانگیر کے دل میں شدید مخالفت پیدا ہو گیا۔ اسی وجہ سے جہانگیر نے حضرت شیخؒ کے خلاف ایسے سخت اور ناشائستہ الفاظ استعمال کیے جن میں نہ تو ادبیت ہے اور نہ ہی انداز شرافت۔

کتابیات
۱۔ تزک جہانگیری (اردو) مترجم سلیم واحد سلیم مجلس ترقی اردو ادب لاہور
۲۔ اثبات النبوۃ۔ شیخ احمد سرہندیؒ۔ شائع کردہ ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی۔
۳۔ رد روافض۔ شیخ احمد سرہندیؒ (حضرت مجدد الف ثانی) رامپور انڈیا۔
۴۔ مکتوبات امام ربانیؒ جلد اول، دوم وسوم (اردو) شائع کردہ ملک چنن دین اللہ والے کی قومی دکان لاہور
(باقی بر صفحہ ۴۰)

لہ تزک جہانگیری۔ سلیم واحد سلیم ص ۲۸۱ - ۳۵۲ - ۵۵۰ - ۵۶۴ - ۶۰۵ - ۶۱۳ -